رجسٹرڈ نمبر اے ۳۷ ۲۰

منشی مشکور علی علوی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

جلد ۲ | کاکوری ۱۶ فروری ۱۹۳۸ء مطابق ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ چہار شنبہ | نمبر ۲

ادبیات

(از منشی نثار احمد علوی صاحب ثاقب)

عشق کا بندہ ہوں پس جب مست ہو جاتا ہوں میں
اک مکانِ لامکاں کو سامنے پاتا ہوں میں

انقلاب راز ہائے عاشقی تو دیکھئے
وہ مجھے تڑپاتے تھے آج اُن کو تڑپاتا ہوں میں

میری ہمت دیکھئے اُن کیجئے میری طلب
گرچہ منزل دور ہو دوڑا چلا آتا ہوں میں

شوق دید حسن میں اللہ رے دیوانگی
گرتا پڑتا گالیاں کھاتا چلا جاتا ہوں میں

کیا جنوں انگیز سودا مجھ کو ثاقب ہو گیا
جو سنا جاتا ہوں قصہ بھر سے دہراتا ہوں میں

کیمیاوی نقطۂ نظر سے ریڈیم کی تاریخ

از مولوی رضا الدین احمد صاحب بی اے، بی ٹی

یہ چاندی کی سی سفید دھات ہے جس میں ریڈیو کی طاقت ہوتی ہے یہ پچ بلنڈ دھات میں پایا جاتا ہے جو آکسیجن اور یورینم سے مرکب ہوتی ہے اور کارن وال بکسونی اور کولوریڈو میں پائی جاتی ہے،

۱۸۹۶ء میں فرانس کے ایک ماہر طبیعات انٹوائن ہنری کیورل نے یہ دریافت کرنے کی کوشش کی کہ یہ شعاعیں یورینم سے نکلتی ہیں یا کسی ایسے عنصر سے نکلتی ہیں جو یورینم میں ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے ریڈیو ایکٹیو پچ بلنڈ کے کئی ٹن لئے اور نہ چمکنے والا مادہ اس میں سے نکال ڈالا۔ اس کے بعد ان کو یہ معلوم ہوا کہ پچ بلنڈ میں ایک ایسا چمکیلا مادہ موجود ہو جو کیورل کے یورینم سے لاکھوں درجے بڑھ کر قوت رکھتا ہے، اس مادہ کا نام انھوں نے ریڈیم رکھا اور اس کا کیمیاوی نشان (را) "Ra" مقرر کیا۔ کیوریوں کی یہ تحقیقات ۱۸۹۸ء میں مشتہر ہو گئی، مگر ۱۹۱۰ء تک ریڈیم کو ایک علٰحدہ چیز نہیں تسلیم کیا گیا۔

یہ دریافت ہوا ہے کہ ریڈیم سے تین قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں۔

(۱) الفا۔ جو ہیلیم گیس کے اجزا (atoms) ہوتے ہیں،

(۲) بیٹا۔ جو الکٹران (Electron) سے مرکب ہوتی ہیں،

(۳) گاما۔ جو اکسرے (X rays) کی کی ترکیب ہوتی ہیں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

نمبر ۲ | کاکوری۔ چہارشنبہ ۱۶ فروری ۳۳ء | جلد ۴

سچے کا خواب

(۱)

(از منشی شبیر احمد علوی القادری صاحب بی۔ اے)

منشی شبیر احمد صاحب کا ایک مضمون "لکھنؤ کا آخری باب" کے عنوان سے جس کا ایک حصہ گزشتہ اشاعت میں نکل چکا ہے اور دوسرا حصہ آپکی اشاعت میں درج ہو رہا ہے۔ اب اور مضمون اس اشاعت میں درج ہونا خلاف اصول ہے لیکن یہ مضمون چونکہ وقتی ہے لہٰذا ہم اسکو اڈیٹوریل کالم میں درج کرتے ہیں۔ اڈیٹر

دنیا عرصہ سے روشنی آباد ہے کوئی قوم آتی ہے کوئی جاتی ہے کوئی بنتی ہے کوئی بگڑتی ہے کہیں خوشی ہے کہیں غمی ہے۔ لیکن کارخانۂ قدرت میں سکون محال ہے اور دنیا کا مہمان خانہ کسی وقت بھی اپنی نیرنگیوں سے خالی نہیں رہتا آجکی صحبت میں ہمارا ارادہ ہے کہ ایک سچی کہانی آپکو سنائیں۔ یہ وہ کہانی ہے جس کو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ جو باپ بیٹے کی حکایت ہے جس کی تفصیل تاریخ اسلام میں موجود ہے اور ایک بار ہم یہ غور کرنے لگتے ہیں کہ الٰہ العالمین کیا وہ بھی ہماری ہی طرح تیرے بندے تھے کیا وہ ہماری ہی طرح کوئی مخلوق تھی اور اسی کرۂ ارض پر بستی تھی جسکے کسی محترم فرد نے تیری تعمیل ارشاد میں اپنے لخت جگر کی قربانی سے بھی تامل نہ کیا تھا آج نہیں آج سے ہزاروں برس پہلے کی داستان ہے جب دنیا کا عالم طفلی شباب تک پہنچا تھا۔ عراق مصر ہندوستان میں جداگانہ حکومتیں قائم تھیں چاند سورج تاروں اور پتھروں کی مورتوں کی پرستش عالم میں رائج تھی اور خدائے واحد کی مخلوق منعم حقیقی کے نام سے نا آشنا ہو گئی تھی اس وقت ایک بت پرست کے گھر میں ایک انوکھا لڑکا جنم لیتا ہے تماشا یہ ہے کہ اس کے گھر میں بت تراشی اور بت سازی کا کام ہوتا آیا ہے لیکن یہ نومولود بت شکنی پر آمادہ نظر آتا ہو اور وہ چاند سورج فضائے آسمانی کے بجائے خالق اکبر کی تلاش میں نکلتا ہو اور اللہ کی طرف سے اسکو ہدایت ہوتی ہے اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ سورج نکلتا ہے اور غروب ہو جاتا ہے اسلئے یہ خالق اکبر نہیں ہو سکتا، چاند راتوں کو جگمگاتا ہے اور صبح ہوتے ہی جھلملا کر رفتہ رفتہ غائب ہو جاتا ہے اس لئے یہ بھی رب اکبر کا درجہ نہیں حاصل کر سکتا، بت ساز مختلف بت تیار کرتا ہے اسلئے مخلوق خالق کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی یہ شکوک اس نرالے لڑکے کو دل میں پیدا ہوتے ہیں جو آذر بت تراش کے گھر میں پرورش پاتا ہے گویا شیطان کے گھر میں رحمٰن جنم لیتا ہو اور سعادت نبوی حاصل کر کے "ہذا ربی اکبر" کہکر دونوں جہان کے پالنے والے خدائے دو جہان کے بنانے والے شجر و حجر کا معبود اور انسانوں کا مسجود خالق اکبر کو قرار دیتا ہو اوس کے قلب میں تبلیغ حق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس انقلابی جذبہ پر دوست اسکا مضحکہ اڑاتے ہیں اس سرکشی و بغاوت سے عزیز ساتھ چھوڑتے ہیں یہ کھلی ہوئی سرکشی پر باپ چچا سرپرستی سے ہاتھ اٹھاتے ہیں بادشاہ وقت کے خلاف گستاخی کے جذبہ سے کانپ کر اپنے محبت کرنیوالے منہ موڑتے ہیں اور احباب چارہ ساز آنکھیں پھیرتے ہیں اپنے پرائے ہوتے ہیں دنیا بدل جاتی ہے لیکن یہ دھن کا پکا اللہ کا شیدائی نعرۂ حق بلند کرتا ہو رشتہ دار کو سمجھاتا ہے اہل وطن کو ہدایت کرتا ہے لیکن فہمائش الٹا اثر کرتی ہے، دشمنوں نے یہ خبر رفتہ رفتہ بادشاہ وقت کو پہنچائی جو خود اپنے خیال میں رب الارباب کا درجہ حاصل کئے ہوئے تھا اس کو یہ سنکر حیرت ہوئی کہ اس کی مملکت میں بھی خدائے قدوس کا کوئی نام لیوا موجود ہے، بھلا اس کو یہ تاب کہاں تھی لڑکے کا نام دریافت کیا معلوم ہوا کہ ابراہام یا ابراہیم کے نام کا لڑکا شام کے بیابانوں میں رہتا ہے اور شاہی نظم کی تضحیک و تحقیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا حالانکہ اس کے باپ چچا قدیم بت پرست ہی نہیں بلکہ بت ساز بھی ہیں۔ حکم نادری جاری ہو گیا کہ علمبردار توحید طوق و سلاسل میں حاضر کرو حکم کی دیر تھی فوج، پولیس دوست و احباب اعزا و اقربا کشاں کشاں طالب حق کو دربار شاہی میں لے آئے۔ جرح قدح کے بعد یہ طے ہوا کہ ایک بہت بڑی آگ جلائی جائے اور باغی ابراہیم بے دین ابراہیم اور غدار ابراہیم کو اس جلتی ہوئی آگ کے اندر چھوڑ دیا جائے تاکہ آئندہ کسی سرکش کو ایسی سر پھری گستاخی کی جرأت نہو کہ اس خطۂ پاک میں کوئی شخص آن دیکھے خدا کا نام نہ لے سکے

حکم کی دیر تھی لکڑیاں جمع ہونا شروع ہوتی ہیں تمام سلطنت باشیوں نے لکڑیاں اس خوشی میں جمع کیں کہ غدار وقت کو سزا دیجائیگی اور ہم لوگ انعامات واکرامات سے سرفراز کیے جائینگے وہ وقت معینہ بھی آگیا اگر دوپیں آگ لگائی گئی فضائے دو جہان متحیر تھی اور ہر شخص خالق اکبر سے دعا مانگتا تھا کہ الٰہی ابراہیم کی خیر ہو! کہتے ہیں کہ جس وقت تمام دنیا خالق ارض و سما کے حضور میں دل سے دعا میں مصروف تھی کہ الٰہی تیرے نام لینے والے کا بال بیکا نہ ہو کہیں اسی وقت ایک حقیر جانور گرگٹ اپنی مختصر زبان سے آگ سلگانے میں امداد کر رہا تھا جس وقت آگ بھڑک اٹھی اور اسکے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے خالق اکبر کے واحد نام لینے والے کو (اپنی دانست میں خدا پرستی کے جذبہ کو فنا کرنے کیلئے) اس کھلی ہوئی بغاوت، غداری اور الحاد کی یہ عدیم المثال سزا دی گئی کہ ابراہیم کو جلتے ہوئے الاؤ میں چھوڑ دیا گیا آج دنیا نے یہ دیکھا کہ ابراہیم کا بال بیکا نہ ہوا اور خلیل اللہ کا درجہ عنایت ہوا۔ آگ سرد ہوئی اور گلزار ابراہیمی میں تبدیل ہو گئی ؎

نار میں نور جلوہ نما ہو گیا
تھا جو دوزخ چمن خلد کا ہو گیا

دیکھنے والے دنگ رہ گئے عقل کی اس وقت بھی کمی نہ تھی، سائنس کی فراوانی تھی عقل کی بھتات تھی لیکن یہ ہمیشہ دیکھا گیا کہ علم حجاب اکبر ہو جاتا ہے۔ جس وقت فرستادہ حق خلعت کی قبا پہن کر نبوت کے تاج سے آراستہ ہو کر آتشی الاؤ سے باہر نکلے تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا دنیا بدل گئی ہے سچ ہے ؎

فانوس بن کر آپ حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(باقی آئندہ)

لکھنؤ کا آخری باب

(از منشی بشیر احمد علوی القادری صاحب بی اے)

لیکن آفتاب تیز تر اسوقت چمکا جب مولوی امیر علی کی شہادت اور ہنومان گڑھی کے افسوسناک واقعات رونما ہوئے تو علی الاعلان حکومت کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا سارا الزام وزرائے سلطنت پر ہے کہ انھوں نے دربار کی رنگ رلیوں بلبلوں کی تھاپ اور رمز امیر کے سروں میں بھول کر بادشاہ کو گمراہ بنایا اور مجبوراً لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۶ء میں اودھ کو بھی کمپنی کے مقبوضات میں شامل کر کے ہزار ہا بندگان خدا کو مصیبتوں اور مظالم سے بچایا اگر یہ نہ بھی ہوتا تو یہ یقینی تھا کہ انقلاب ہو کر رہتا اور خدا معلوم کن مصائب میں اودھ کے بھولے بسنے والے مبتلا ہوتے لطف یہ ہے کہ اس انقلاب سے عوام میں کمپنی کے خلاف کوئی جذبہ منافرت پیدا نہ ہوا بلکہ اس تغیر کو آیہ رحمت سمجھا گیا جدید انتظام سے بدنظمی اور فتنہ پردازی دور ہوئی امن و امان ہوا۔ تعلیم پھیلی حکومت پرستی اور قوانین کے احترام کا جذبہ عوام میں پیدا ہوا علم کی ابھری ہوئی درسگاہیں دوبارہ بنیں زبان و ادب کی اصلاحیں ہوئیں سماجی اور معاشی ترقیاں ہوئیں نثر نگاری کا جدید مدرسہ کھولا گیا اور غزل و مرثیہ و نعت کے نئے مدارج قائم ہوئے گو بادشاہ مٹیا برج میں تھے لیکن ان کی زبان سند تھی محلات و دربار کی بول چال ٹکسالی تھی انیس، دبیر، امیر، محسن و شہید نے باری باری سے پرچم لہرائے فن تعمیرات میں لکھنؤ والوں نے تاج کے وارثوں کی آنکھیں بھی چھین موسیقی نے بھیرویں سے جذبے پیدا کیں۔

گوٹا، پٹھا، طلائی و نقرئی زیورات، ہاتھی دانت کے ظروف، چکن، کامدانی، فردوں کی چھپائی، بدری کا کام نجاری کے نمونے، مٹی کے برتن، زینت و آرائش کا سامان تمباکو اور رشتی گنج کی گوریاں قوام، سوہن، حلوا سوہن، بالائی، عطر سازی، نزاکت خیال اور حسن میں جو شہرت لکھنؤ نے حاصل کی اسکو بیت السلام سے دور کا بھی علاقہ نہیں تھا اور یہی وجہ ہے کہ جب لکھنؤ کے دربار نے دہلی کی شاہنشاہی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو بیت السلام کی ضرورت اس کو مطلق نہ تھی لکھنؤ کی شہرت کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ علم و ادب کی درسگاہیں ہمیشہ سے یہاں قائم ہیں لکھنؤ کے نصاب نے بھی

دربار اودھ کی شان و شوکت میں اضافہ کیا، دارالخلافت کے مقابلہ میں قصبات میں ہمیشہ امن و امان رہا اس لیے فقر و فاقہ کے حاشیہ نشین قصر امارت پر ہمیشہ، ورنہ بوریہ نشین کو ترجیح دیتے رہے لیکن خدا پرستی اور توکل کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ سیاست و مدنیت کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ کاکوری، ملیح آباد، سندیلہ، بلگرام، گوپامئو، خیرآباد، جائس، نگرام، نیوتنی، بڑا گاؤں، موہان، ودیرہ، سلون، بجنور، گدیا اور امیٹھی کے قصبات سے جو فہرست اُٹھا وہ علم و فن کی سنہری مسند پر مسند نشین ہو کر چھا گیا، مذہب کی کوئی تفریق نہ تھی، تخصیص نہ تھی ہر ملت ہر مذہب کے قابل افراد لکھنؤ آکر مسند نشین امارت ہوئے شہری آفاقی کے ہمیشہ جھگڑے ہوئے لیکن اہل کمال پھر ایسے رل مل گئے کہ آج بہت سے مشہور خاندانوں میں امتیاز ہی دشوار ہو گیا ہے کہ ان کے بزرگوں میں اب کس حد تک قصباتی خون ہے اور کس قدر شہری، لکھنؤ نے ہر وقت اور ہر عہد میں اپنے کو سمویا کبھی فسانۂ عجائب پڑھا کبھی فسانۂ آزاد دیکھا کبھی امراؤ جان ادا سے سبق لیا کبھی شباب اودھ میں اپنا عکس دیکھا، کبھی اودھ پنچ کے آئینہ میں بھولا ہوا خواب دیکھا کبھی صبح اودھ میں آنکھیں کھولیں کبھی شام اودھ کی رنگینیوں سے دل بہلایا اور ہاں انقلاب کے خوفناک اور ڈراؤنی تصویر بھی دیکھی جب مرحوم اختر نگر اُجڑا اور نادر کتب خانہ نذر آتش ہو گئے جان عالم نے مٹیا برج آباد کیا، گومتی کے انسان بھولے لیکن آج بھی اللہ نظر بد سے بچائے لکھنؤ ہزاروں میں ممتاز لاکھوں میں انتخاب کروڑوں میں دل فریب و دل کش ہے، لکھنؤ کو سورج بنسی خاندان کے نونہال سری لکشمن جی نے خدا معلوم کس مبارک گھڑی میں لکھنؤ کا سنگ بنیاد لکشمن کے ٹیلے پر رکھا کہ اول ہی دن سے دارالامارت بنا لکھنؤ میں اکبری دبدبہ، شاہ جہانی طنطنہ، عالمگیری سطوت اور برطانوی جاہ و جلال کے نشانات گلی کوچوں اور اس کے چپہ چپہ پر موجود ہیں لکھنؤ ہندوستان کے دوسرے شہروں کے مقابلہ میں کوئی بڑا مقام نہیں اناج کی منڈی نہیں چمڑے کا بازار نہیں لوہے کا مرکز نہیں، سونے چاندی کی وساور نہیں لیکن کوئی ادا تو ایسی ضرور ہے کہ سیاح ہانگ کانگ سے لے کر لکھنؤ کے شیدائی سرہارکورٹ بٹلر تک لکھنؤ کی زیارت کے لیے بے چین اور مضطر نظر آتے ہیں آج بھی لکھنؤ میں فرنگی محل ہے میڈیکل کالج ہے ٹکسال ہے مدرسۃ الواعظین ہے عدالت العالیہ تکمیل الطب کونسل چیمبر ہے سرکاری دفاتر ہیں، گورنمنٹ ہاؤس ہے قیصر باغ ہے چھتر منزل ہے یونیورسٹی ہے کالج ہیں، مدرسے ہیں، پاٹ شالے ہیں، میلا و دہالے ہے ازابیلا تھابرن کالج ہے تعلقداروں کی بستی ہے لان ہیں پارک ہیں فقرا کا مسکن ہے غربا کا ملجا ہے امرا کا ماوی ہے ادب کا مرکز ہے مذہب کا معدن ہے عیش کا چرچا ہے بے فکروں کا مجمع ہے اور دولت کی فراوانی ہے

لکھنؤ تو نے گومتی پر رشیوں اور منیوں کی تپسیا دیکھی، شری رام چندر جی کی زیارت کی سری لکشمن جی کے قدم لیے سری جانکی دیوی کے پیروں کی دھول آنکھوں میں لگائی، بھاگوت میں تیرا ذکر آیا رامائن میں تجھ کو جگہ ملی سری بالمیک اور سری تلسی داس نے تجھ کو عزت بخشی قنوجیوں نے تجھ کو پامال کیا، سید سالار نے تیری عزت میں چار چاند لگائے، شاہ مینا نے تیری عزت کو بڑھایا سلطان محبوب الٰہی حضرت چراغ دہلوی نے تیری زمین کو آسمان بنایا، خسرو نے تیرے دربار میں تصوف کا راگ گایا، شاہ عبدالرحمٰن نے توحید کے ترانوں سے تیرا دماغ آسمان تک پہنچایا شاہ تراب نے تیری گنجان آبادی سے باہر رہنا بتا کر فقر و فاقے کی تعلیم دی اور تیرے اعزاز کو بڑھایا، سعدی نے تیری گلیوں میں اردو کا قرنا پھونکا، غلاموں سے لے کر لودھیوں تک ہر قبیلہ نے تیرے اقبال کو چمکایا، شرقیوں اور مغلوں نے تیرے میدانوں میں داد شجاعت دی، شیخوں نے بہادری کا ڈنکا بجایا، نوابوں نے زر پاشیاں کیں شاہان اودھ نے تیرے تجمل و شوکت میں اضافہ کیا، اور آج بھی برطانوی راج میں دوبارہ صوبہ کی حکومت کا دارالخلافت بنایا، ہاں یہ سچ ہے کہ یہ سعادت قوت بازو سے حاصل نہیں ہو سکتی، پندرہ منٹ میں تقریباً دو سو برس کے رزم و بزم کی کہانی دربار اودھ کی کس طرح بیان کی جائے، لکھنؤ شام و سحر کی رنگینیاں تجھ پہ نثار، تو زندہ ہے ناظر کی دعا ہے کہ تو رہتی دنیا تک قائم رہے اور دنیا کی شادمانیاں و رنگ رلیاں تجھ سے یونہی قائم رہیں کسی شاعر نے خوب کہا ہے،

"لکھنؤ ہم پر فدا ہے ہم فدائے لکھنؤ"

خیابانِ سخن کے چند پھول

(از قادری احمد محسن علوی صاحب از بمبئی)

عشق حقیقی دو دریوں کے مانند عالی ظرف و دگمبھیر ہوتا ہے، اور خورد بین کی طرح تنگ نظر و حوصلہ شکن ہونا وصف ثانی ہے!!

محبت کی آگ غربت و تنگدستی کی طپش پر غالب آجاتی ہے!!!

نوجوانوں کا عشق اس شعلۂ جوالہ کے مانند ہے جو اکثر گرم زیادہ تر خوفناک و دائمی طور پر شرر افشاں رہے لیکن معمر و مہذب انسانوں کی محبت ان دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرح ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ سلگ کر راکھ ہو جاتے ہیں، صفائی قلب کا دوسرا نام عشق ہو جو سیرت کو مجلے تخیلات کو اعلےٰ اور زندگی کے ہر شعبہ میں نئی روح پھونکدیتا ہے،

نو عمر طفل مکتب کا آغاز عشق بزدلی اور خوف پیدا کرتا ہے، کم سن دوشیزہ میں جسارت آجاتی ہے، دونوں ایکدوسرے سے متضاد ہیں لیکن امتداد زمانہ سے بتدریج بحر الفت کے عمق میں ایک لطیف مرکب تیار ہوتا ہے جن کا تجزیہ اس عالم میں محال نہیں تو دشوار ضرور ہو جاتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ عشق اندھا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ دانشمند کوئی بھی نہیں ہے۔ عشق کی آنکھ اور اسکی بینائی۔ عشق کے کان اور اس کی سماعت۔ کسی قدر با خبر ہے۔ ! یہ ساحت بصارت تاریک و ویرانہ میں خدا جانے کیا کیا تماشہ دکھاتی ہے جو کہ اسکے قبل حاشیۂ خیال میں بھی نہ آتے تھے!!!

انسان کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے لیکن ایک شفیق باپ نرم و نازک پنکھڑیوں سے بھی زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ یہ نتیجہ ہے اُس عطیۂ فطرت کا جس کو ہماری دنیا میں عشق کہتے ہیں، دنیا کے تمام نقائص، انکار، رنج و آلام عشق کی معنوی تفسیر ہیں، اس کا صحیح مطالعہ رموز فطرت سے روشناس کرا کر معجزوں اور کرامات کی دنیا میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیتا ہے۔

تم کسی سے دل لگا کر دیکھو۔ تم دنیا کو چاہنے لگو گے اگر تمہارا عشق صادق ہے تو تم انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہو۔ اگر کوئی تم کو نہ چاہے تو یہ قصور تمہارا ہے۔

نگاہ اولیں کا عشق ناقابل اعتبار ہے۔ نقش ثانی اپنے پیشرو سے زیادہ پائدار ہوتا ہے!!!

مرد کا عشق مقصد زندگی کا ایک جزو ہے لیکن عورت کی محبت تکمیل نسوانیت کی رگ رگین، عورت کی روح عشق و محبت کے سر چشمہ سے نکلی ہوئی جو شئے پیش ہوتی ہے ——— !!!

اس کا تصفیہ مشکل ہے کہ جذبۂ الفت کی فراوانی مرد میں ہے یا عورت میں لیکن یہ تو مسلمہ امر ہے کہ اس دولت لازوال سے حقیقی طور پر فائدہ اٹھانے کا علم عورت ہی کو دیا گیا ہے ——— !!!

(بقیہ مضمون صفحہ ۱ کالم ۲)

جو بہت موٹے خالص فولاد سے بآسانی گذر جاتی ہیں

علاء کرینی ایک سکنڈ میں ...... اسیل سفر کرتی ہیں

ان امور کے دریافت ہونے سے طبعیات اور کیمیا کے نظریوں میں ایک نیا دور شروع ہو گیا ہے۔ اب ریڈیم کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ یہ یورانیم کے ایٹم کا تبدیل شدہ مادہ ہے۔ اس کی تبدیلیوں کا زمانہ تقریباً سترہ سو سال ہے جس کے بعد وہ مختلف شکلوں میں تبدیل ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی شکل جست کی سی ہو جاتی ہے،

ریڈیم سے بعض بیماریوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اس کا استعمال اتفاقاً معلوم ہو گیا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں پروفیسر بیکوئل نے اپنے جسم پر اپنی واسکٹ کے نیچے ایک سخت سوزش محسوس کی، اس سے ریڈیم کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا، اب لندن میں ایک ریڈیم انسٹیٹیوٹ ہے جہاں مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ ریڈیم کی کمی کی وجہ سے اسکی قیمت بہت زیادہ ہو

(بقیہ صفحہ ۶)

نمبر ۱۱۔ موسم سرما میں حاجتمندوں کو سرمائی لباس سے مدد کرنا

نمبر ۱۲۔ لاوارث مردوں کی تجہیز و تکفین کرانا اور اسمیں اگر موقع ہوئے شرکت کرنا

نمبر ۱۳۔ اگر ایسے راستہ سے گذر ہو جہاں قبرستان ہو فاتحہ مردوں کا پڑھنا عام اس سے کہ کسی خاندان کے ہوں۔ نمبر ۱۴۔ تندرست فقیر کو خیرات دینے سے محتاج اپاہج نابینا کو خیرات دینا بہتر ہو۔ نمبر ۱۵۔ اخبار نشین ہو ... [illegible]

[illegible]

نیکیاں

از منشی محمد شفیع صاحب علوی مہر

نیکیاں یاد رہتی ہیں بس یار
قبر میں بھی دکھائینگی یہ بہار

گذشتہ زمانے میں جن لوگوں نے اچھے کام کیے تھے یا اب زمانۂ حال میں کر رہے ہیں اور جس قدر سخاوت سے کام لیتے رہے اور موقع مناسب پر نیکیاں کر گئے یا کر رہے ہیں ان کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی اور جب تک کائنات کا وجود باقی ہے صفات حمیدہ سے ان کا نام ہر فرد ضرور لیتا ہے اور جس قدر زمانہ گذریگا اور دور آویں گے ان کی یادگار قائم رہے گی۔ زمانہ کی رفتار سے اگرچہ روزانہ تغیر و تبدل ہوتا ہے اور خدا جانے ابتک کس قدر تغیرات اس عالم میں ہو چکے ہیں اور آئندہ ہوتے رہیں گے اور کس قدر عمارتیں اور مکانات اور اسی قسم کی یادگاریں مثل ریل۔ کنوئیں مسجدیں۔ شفاخانہ۔ سرائے۔ مدرسہ۔ لنگر خانہ۔ سدابرت اگلے زمانے کے قائم کئے ہوئے امتداد زمانہ و گردش فلک کے بدولت مسمار و مٹ گئے اور مٹ رہے ہیں۔ تاہم نیکیاں اور نیک وہ لوگ جنھوں نے وقتاً فوقتاً اپنے اعزا و اقارب وغیرہ دیگر اشخاص سے سلوک کئے ہیں ان کی زبانوں پر ابتک قصے نیکیوں کے برابر ہر دم جاری ہیں اور بسبیل تذکرہ بے تکلف اظہار کرتے ہیں۔ نیکی کے واسطے کچھ شرط خاص کسی مسلمان یا ہندو یا کافر کی نہیں ہے۔ اسلام میں نیکی کرنے کا سبق عام طور سے دیا ہے اب مستحق راشد و مقدم اعزا و اقربا ہیں بعد اس کے مسلمان جس قدر رہیں اور بالتخصیص ہمسایہ کا حق بھی زائد ہے۔ اس موقع پر مجھے ایک عزیز رئیس بردوہ کے چند مقولے پیش نظر ہیں جن کو میں نے سنہ ۱۹۱ء کے مطبوعہ گلدستہ منافع میں دیکھا تھا اور اس کو بطور عمدہ نصائح کے نقل کر لیا تھا اور اس خیال میں عرصہ تک رہا کہ ہمراہ دیگر اقوال عقلا یکجا کر کے چھپوا کر نذر ناظرین کردوں گا مگر باوجود اس کوشش کے اس امر کا موقع نہ ہوا اور ہنوز یہ حسرت باقی ہے۔ مگر اس موقع پر چند حوالہ قلم ہوتے ہیں۔

اب تفصیل وار نیکیوں کو تحریر کرتا ہوں کہ ناظرین با تمکین اور مخصوص میرے وطن کے معزز حضرات و احباب ہونہار جوانان تعلیم یافتہ وطن اس سے سبق لیں گے اور اس طرف توجہ فرمائیں گے اور ان مندرجہ تحت نیکیوں سے جو کچھ پسند خاطر ہوں ان پر کاربند ہو کر دوسرے اپنے غریب و قریب اعزا و وطن کو نفع پہونچائیں گے تاکہ ان کی نیکیاں آئندہ نسلوں کے لئے شمع ہدایت ہوں، اور یادگار رہیں۔ ع "صلاح نیک ہے یاران نکتہ داں کیلئے"

نمبر۱۔ اپنے وطن کے قرب و جوار مصیبت زدہ، اندھے، لنگڑے، لنجے۔ کوڑھی۔ جزامی وغیرہ کی اور دیگر بیماروں کے جو مفلس ہیں روپیہ سے مدد کرنا عین نیکی ہے اور سخاوت بھی ہے۔

نمبر۲۔ اپنے قصبہ کے مفلس و تنگدست شخص جو صاحب غیرت ہیں اور بھیک نہیں مانگ سکتے ہیں یا گھر میں صرف ایک متنفس کمانیوالا ہو اور قبیلہ بڑا ہے، خرچ ناکافی ہے اسکی بھی مدد کرنا داخل نیکی و سخاوت ہے۔

نمبر۳۔ ننگوں کو کپڑے پہنانا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا حسب توفیق خود یہ بھی نیکی۔

نمبر۴۔ یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی خبرگیری۔ اور ان کو تعلیم دلانے کی کسی ہنر کی فکر کرنا۔ یہ بھی نیکی ہے۔

نمبر۵۔ بیمار کی دوا کرنا یا دوا کے واسطے اس کی مدد کرنا یا اپنے پاس سے دوا دینا بشرطیکہ مفلوک الحال ہو نیکی ہے۔

نمبر۶۔ سر راہ کنواں بنوانا۔ اگر ضرورت ہے اور گذرگاہ عام ہو تو مسجد بنوانا۔ یتیمخانہ۔ و شفاخانہ، اگر زائد توفیق ہوے مدرسہ یا کوئی مکتب اسلامی و مذہبی تعلیم کے لئے قائم کرنا یہ بھی نیکی ہے۔

نمبر۷۔ مجبور اور معذور عزیز قرابتدار کا قرضہ ادا کر کے اسکو مصیبت سے بچانا نیکی ہے

نمبر۸۔ مسافران مجبور و معذور کو اپنے خرچ سے انکو وطن پہنچانا بشرطیکہ اتفاقی وجہ سے وہ مجبور ہو گئے ہوں،

نمبر۹۔ خلق خدا کو نیک ہدایت کرنا اور مذہبی کتابیں جن سے انکے عقائد درست ہوں مفت دینا،

نمبر۱۰۔ غریب اور مفلس لڑکوں کو تعلیم کیلئے وظیفہ یا کتابیں دینا نیکی ہے۔

(بقیہ بر صفحہ کالم ۲)

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزہ و احباب و دیگر باشندگان وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں۔ ایڈیٹر

موسم:- ابھی تک اعتدال پر نہیں آیا ہے اکثر فضا ابر آلود ہونے اور تیز ہوا چلنے سے سردی بڑھ جاتی ہے بعض دن دوپہر کو دھوپ میں کچھ تیزی بھی محسوس ہوتی ہے کسی کسی دن اُتر بھی چلتا ہے جس سے جلد رُت بدلنے کی اُمید کی جاتی ہے۔

آب و ہوا:- انفلوئنزا (نزلاوی بخار) کی شکایات سنی جاتی ہیں۔ خداوند کریم سب کو محفوظ و مامون رکھے۔

عید الضحیٰ:- مطلع صاف نہونے کی وجہ سے ۲۹ر ذی الحجہ کو تقریباً تمام ضلع لکھنؤ میں چاند نظر نہیں آیا لہذا ۳۰ر کی رویت مانکر ۱۲ر فروری یوم شنبہ کو بقر عید ہونا طے پایا تھا۔ ۱۰ر ذیحجہ سے اطلاعات ۲۹ر کے رویت کی دہلی وغیرہ سے آنا شروع ہوئیں۔ لیکن شرعی حیثیت سے شہادت بہم نہ پہونچنے سے ۱۰ر ذیحجہ تک کوئی فیصلہ نہ کیا جاسکا۔ علمائے فرنگی محل نے چند لوگوں کو رویت کی شہادت لینے کیلئے کانپور بھیجا اور جب شرعی طور پر تصدیق ہوگئی تو پنجشنبہ کو لکھنؤ میں بذریعہ ڈھول منادی جمعہ کو بقر عید ہونے کی کیگئی اور جسکی اطلاع یہاں بھی ہوئی اور متعدد آدمیوں کو فرنگی محل تصدیق کیلئے بھیجا گیا اسلئے شام کو تمام قصبہ میں منادی کرادیگئی اور بذریعہ خاص آدمیوں کے مواضعات میں اطلاعیں تکیہ شریف سے بھجوادیگئیں۔ جمعہ کے دن بقر عید کا تہوار عام طور سے منایا گیا نماز دوگانہ حسب معمول عیدگاہ میں ۱۰ بجے اور دیگر مساجد میں ۹ بجے سے لیکر ۱۱ بجے تک ادا ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اب کی عیدگاہ اور مساجد میں نمازیوں کا اجتماع معمول سے زیادہ ہوا بہرحال بقر عید کا تہوار بخیر و خوبی اور اطمینان و خوشی کے ساتھ گذرا۔ عیدگاہ میں جناب حافظ شاہ اکرام علی صاحب نے امامت کی تھی۔

تقریب ختنہ:- (۱) اورنگ آباد کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ ۱۰ر فروری ۳۳ء کو مولوی حامد حسن علوی نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ ماجد حسن سلمہ کی تقریب ختنہ کی۔ ہم حامد حسن صاحب کو اس سنت سے سبکدوشی پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

(۲) محمد عسکری سلمہ خلف اکبر مولوی محمد عالم مرحوم کا ختنہ بوجہ اُنکی شدید علالت کے اسوقت تک ملتوی رہا تھا ۱۲ر فروری کو ہوا۔ ختنہ سے قبل میلاد شریف ہوا جسمیں عام برادری کو لڈو تقسیم کیے گئے۔ ہم مولوی محمد عاصم کو اپنے بھتیجے کی تقریب ختنہ سے اولوالعزمی کے ساتھ سنت کی ادائیگی پر ہدیۂ تہنیت و مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

عید کا اجتماع:- گذشتہ اشاعت میں "ایک مناسب تجویز" کے عنوان سے جو تحریک کی گئی تھی وہ بفضلہ بہت کامیاب ہوئی اور وطن کے ہر طبقہ اور خیال کے لوگوں نے نہ صرف اسکا خیر مقدم کیا بلکہ عملی طور پر تحریک کو کامیاب بنایا سوائے چند لوگوں کے تقریباً قصبہ کے سب حضرات شریک ہوئے اجتماع بہت اچھا تھا اور تجویز بہت کامیاب رہی۔ وقت مقررہ سے قبل ہی لوگوں کی آمد شروع ہوگئی ۵ بجے تک کافی مجمع ہوگیا گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بڑے لطف و انبساط سے گذرا۔ علاوہ تبادلۂ خیالات کے شعر و شاعری کا بھی شغلہ رہا۔ حاجی مولوی مصطفےٰ حسن علوی فرآیادا یہلے۔ سید خورشید علی بقا اور مولوی فرحت حسین فرحت (متعلم) نے اپنے کلاموں سے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ حاضرین کی حقہ، پان اور چاء سے تواضع کی گئی۔ خاص بات یہ تھی کہ اہل قصبہ نے جہاں اس تجویز پر اظہار خوشنودی فرمایا وہاں "مقام" اجتماع کو بھی بہت پسند کیا۔ آئندہ انشاء اللہ اور بھی کامیابی کی اُمید کی جاتی ہے۔

صحت و سکون:- (۱) جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر کا مزاج بفضلہ تعالیٰ بالکل اچھا ہے گذشتہ شدید سردی کی وجہ سے جو گرانی دماغ میں محسوس ہوئی تھی اسکا اثر اب بالکل نہیں ہے اور طبیعت چاق ہے۔ البتہ دواؤں کا ابھی استعمال ہے۔

(۲) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی کو ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہوا۔ اسہال کی اب شکایت نہیں ہے اور اختلاجی دورہ بھی اس عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ نہیں ہوا۔ بینائی کی کمزوری کی شکایت بدستور ہے۔

(۳) والدہ مولوی ضمیر الدین (قاضی گڑھی) کے پیر کا زخم تقریباً مندمل ہوکر خشک ہوچکا ہے اور اُنکی طبیعت اب چاق ہے۔

(۴) قاضی ولی حیدر خاں عباسی کو گذشتہ عشرہ میں دادکی بڑی سخت تکلیف رہی کئی دن تک نشست و برخاست سے معذور رہے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اب بفضلہ تعالےٰ اچھے ہیں لیکن ابھی خفیف تکلیف باقی ہے خدا کرے وہ بھی جلد رفع ہو۔

(۵) مولوی ضیاء الدین حیدر صاحب کو گذشتہ عشرہ میں ہچکیوں کی

شکایت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے بہت تکلیف رہی۔ رات کو نیند نہ آنے اور غذا میں تخفیف کرنے سے ضعف بھی ہوگیا تھا۔ ڈاکٹری علاج سے فائدہ نہیں ہوا، یونانی معالجوں سے بفضلہ ہچکیاں بالکل رفع ہوگئیں لیکن ابھی ضعف باقی ہے اللہ تعالیٰ بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔

(۶) مولوی احمد حسن علوی بی اے، ریڈیم کے علاج کے تیسرے کورس کیلئے پٹنہ اوائل فروری میں گئے تھے وہاں ڈاکٹر صاحب نے دیکھ کر گلٹی میں بہت کمی بتلائی جسکو خود مریض اور دوسرے لوگ بھی محسوس کرتے ہیں بوجہ ضعف تیسرا کورس چند روز تک ملتوی رکھنے کیلئے ڈاکٹر صاحب نے مشورہ دیا۔ موسم کی خرابی اور زیادہ نقل و حرکت کی وجہ سے کولے کی ہڈی میں درد کا دورہ پھر ہوگیا تھا۔ اب کسی قدر اسمیں بھی خفت ہے۔ باری تعالیٰ مولوی احمد حسن کی جملہ تکالیف و شکایات جلد دفع فرمائے اور تندرستی عود کرے۔

علالتیں:۔ (۱) اہلیہ میر احسان علی صاحب (دولی نگر) کو اسطرف کچھ سکون معلوم ہوا تھا۔ اب سنا گیا ہے کہ مرض میں زیادتی ہوگئی ہے۔ کوئی دوا ہضم نہیں ہوتی۔ یونانی علاج ترک کر دیا گیا ہے اور وید کا علاج ہو رہا ہے لیکن کوئی افاقہ ابھی تک نہیں ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مریضہ کی شکایات جلد دفع فرما کر سب کو مطمئن فرمائے۔

(۲) احمد توفیق علوی کے متعلق معلوم ہوا کہ پہلے طبیعت کچھ رو بصحت ہوئی تھی کہ درمیان میں پھر مرض کا حملہ ہوگیا تھا اب سنا ہے کہ طبیعت رو بصحت ہے۔

انتقال:۔ والدہ منشی محمد شفیع علوی صاحب (احاطہ رحیم باسط) نے ۸ رفروری ۴۳ء کی درمیانی شب میں بوقت ۹ بجے ۷۰ برس کی عمر میں بمرض اسہال انتقال کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور نیک بیوی تھیں۔ اپنا تمام وقت وظیفہ و وظائف اور تلاوت کلام پاک میں گذارتی تھیں۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادت بھی حاصل کر چکی تھیں۔ باوجود اس سن و سال کے آنکھوں کی بینائی اچھی تھی کہ بآسانی سوئی پرو لیتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ اسہال کی اکثر شکایت ہوجاتی تھی جو دوا سے رفع ہوجاتی لیکن اس بار جو دورہ ہوا اسمیں دوا کے استعمال سے انکار کر دیا۔ معمولی اسہال سے اسہال کبدی ہوگیا اور وہی مرض الموت ثابت ہوا۔ ہم کو اس حادثہ میں منشی محمد شفیع۔ حافظ عبد الحلیم، منشی محمد نعیم اور منشی عبد الکریم صاحبان سے دلی ہمدردی ہے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرحومہ کے صاحبزادوں اور دیگر اعزہ کو صبر کی توفیق دے۔

چوریاں:۔ حسب ذیل مقامات پر چوریوں کی اطلاع ملی ہے۔

۳۱ رجنوری و یکم فروری ۴۳ء کی درمیانی شب میں گنگا پرشاد (میدان قلعہ) کے یہاں برتن باسن اٹھ گئے۔

یکم و ۲ رفروری ۴۳ء کی درمیانی شب میں اچھی تانگہ والا (چودھری محلہ) کے یہاں علاوہ متفرق چیزوں کے ایک بکرا بھی کھول لیگئے۔

۵ و ۶ رفروری ۴۳ء کی درمیانی شب میں رفیق خاں عرف چھٹن (قاضی گڑھی) کی دوکان میں نقب لگائی گئی کوئی سامان نہیں گیا۔

اسی تاریخ کی درمیانی شب میں شیو پرشاد شکیرہ (راجہ رام ٹولہ) کے مکان کا قفل توڑا۔ آٹا وغیرہ اور دو چار روپیہ نقد لے گئے۔

اسی تاریخ کی درمیانی شب میں سورج بلی لودھ (دیگوا) کے یہاں کافی مال اٹھ جانے کی اطلاع ملی ہے۔

گذشتہ ہفتہ میں بڑی مسجد واقع کٹرہ بازار سے کلاک گھڑی۔ گیس کی لالٹین اور گلاب پاش اٹھ گیا۔

ہفتہ عشرہ قبل محلہ جزیرہ گڑھی کی مسجد سے جانمازوں کے چوری ہو جانے کی اطلاع ملی تھی۔

متفرقات:۔ حاجی انعام علی صاحب عباسی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ معہ اپنے ہمراہیان کے ۲۰ رجنوری کو بخیریت کامران پہونچے یکم فروری کو جدہ اور ۲ رفروری کو بیت اللہ شریف پہونچ گئے۔

(۲) حیدرآباد (دکن) کی ایک تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی غازی الدین احمد علوی بی اے، ایچ سی ایس، صفت مجسٹریٹ بعد ختم رخصت خاص اپنی جائے تعیناتی مقام بنگولی بذریعہ موٹر (جسکو اپنے قیام بلدہ میں خرید کیا ہے) معہ متعلقین واپس گئے۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ مولوی رضا الدین احمد بی اے بی ٹی نے ریڈیم کے متعلق جو سائنٹفک تحقیقات شروع کی ہے اسمیں ڈاکٹر دھار، پروفیسر بھیا، الہ آباد یونیورسٹی اور سپرنٹنڈنٹ ریڈیم انسٹی ٹیوٹ پٹنہ سے بھی مشورہ کیا ہے۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے بھی امداد کا وعدہ کیا ہے۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپا اور دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال املی) سے سید محمد مبشر الدین ایڈیٹر و پبلشر نے شائع کیا۔